

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فبجان الذی اخزی الاعدادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو جمعرات کو قادیان دارالامان

قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہار خلافت تائید اسلام عالم احمدیہ



مجموعہ صحاح و کتب کائنات
کتابت و اشاعت
کتابت و اشاعت
کتابت و اشاعت

جلد ۳۲ یوم پچنبہ - مورخہ ۲۲ - ۲۹ اگست ۱۹۱۸ء نمبر ۳۳-۳۴

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ۱۴- اگست ۱۹۱۸ء شام ڈلہوزی
وارد بلدہ طیبہ قادیان دارالامان ہوئے جس روز سے حضور
آئے ہیں۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے جس سے ثابت ہے
کہ حضور کا وجود نہایت بابرکت اور رحمت ہے۔ چنانچہ اس کے
مستحق و عطا بھی کئے گئے ہ
۲۔ خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹہ کے مشکوئے
معلیٰ میں ۱۵ تاریخ کو دختر تولد ہوئی۔ نام محمودہ رکھا گیا
۳۔ ۲۶ اگست صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے
ہاں لڑکا پیدا ہوا۔
۴۔ مولوی محمد محمد خان صاحب شہاب مالیر کوٹہ کی ماں
۱۵۔ اگست کو لڑکا پیدا ہوا۔ مبارک باشد

مختب معذو دار دست

مسیح پاک کے روضے پہ حاضری دینا
جناب واعظ ملتے شرک فرمایا
خلافت طبع نہ گندے تو پوچھ لوں اتنا
کہ شرک ہو گیا کیونکہ وہاں دعا کرنا
دعا بھی اس سے جو ہے خالق و ملک قیوم
غریب پرورد و بندہ نواز ہر داتا
اسی نے آپ کو یہ درجہ بلند دیا
اسی نے وحی انا منکے خطاب کیا
یہاں تک آپ کو حاصل ہوا تقرب خاص
نئی زمین نیا آسماں کیا پیدا
اجیب کل دعا کے سر بلند ہوئے

خطاب یاد لکری بھی زبان حق سے سنا
سپرد کی گئی تکوین بھی مگر سچ ہے
یہ سب عطیہ باری مجاز پرورد تھا
ہمارے نفع و ضرر پر نہیں ذرا قادر
نہیں کبھی ہوا قائل سماع موقی کا
دعا میں کیا ہے مراتب بلند ہوں اسنے
وہ سبے انہیں جو اور انبیاء کو ملا
جماعت ان کی صحابہ کے کام دکھائے
بڑھی چڑھی رہے با صد کمال صدق و صفا
زباں پہ ہو کلمہ لا الہ الا اللہ
دلوں میں شور ملوۃ و سلام وصل علی
اگر یہ شرک ہے تو رہنے دیں مجھے شرک
کہ ہے اسی میں نجات فقیر مولانا
یہی ہے مذہب عشاق اور رہنمائی

منظور میں کہاں یہ درندوں کا گھر کہاں
قسمت نے آجھنایا یہاں سا ہیول میں
راقم منظور احمد بہ ہشتالہ سپاہی وال (شاہ پور)

غزل

جدائی نہی تم سے کیا ہو رہی ہے
مری زندگی اب فنا ہو رہی ہے
مرے کیوں نہ رہ رہ کے آئیں دہن کو
زباں مجھ وصل علی ہو رہی ہے
وہاں چرخ پنجم پہ پہنچے نہ موئے
یہاں گفتگو بر ملا ہو رہی ہے
مریض محبت سے پوچھا نہ حضرت
کہ حالت مری غم سے کیا ہو رہی ہے
نبی حوض کوثر پہ بیٹھے ہیں میرے
شراباً طوراً عطا ہو رہی ہے
نبی روضہ پاک پر تیرے جا کہ
مری حسرتِ دل فدا ہو رہی ہے
مے مرزا صاحبِ نبی کے تو سل
ہر اک سمت جن کی ضیا ہو رہی ہے
خلافت کی تشہیر محمود احمد
جہاں میں تیری جا بجا ہو رہی ہے
طلب ہو حضورِ میں میری بھی مولا
کہ اب زندگی بے مزا ہو رہی ہے
عجیب اس جہاں میں رہے خاکِ شاداں
کہ مرشد کی فرقت بلا ہو رہی ہے
خاکسار غلام احمد۔ احمدی۔ عجیب تمیز عبیب میرٹھی
دارِ ڈیسر۔ منٹگمری

گزشتہ رات ہی اس راغفلوں کا جوہر
 بن گیا اور ان کی
 قیامتیں کا طلب بھی

اپنی ایمان کی اب خیر سناؤ یہ سب
چھوڑ دو ترک کرو ذکر تہان لاہو

عَنْ

دل اور حال میں ہے جگر اور حال میں
ہے تفرقہ پڑا ہوا سارے خیال میں
یارب خوشی میں عیش میں رنج و ملال میں
ہے شکرتیری ذات کا ہر ایک حال میں
مولیٰ تری عنایتیں بندہ ز گن کے
سوسوز بان بھی ہو اگر بال بال میں
مانادہ پکے بات کے سچے ہیں قول کے
پر کچھ نہ کچھ ضرور ہے کالا سادال میں
ماونہ مانو اہل بصیرت پہ ہے عیاں
ہے بدر کی سی روشنی میرے ہلال میں
شکوہ تمہارے جور و جفا کا کہا کریں
فریاد ہے تو بارگہ ذوالجلال میں
اک دوسرے کی کچھ بھی کسی کو خبر نہیں
کوئی ہے مست حال میں اور کوئی مال نہیں
قسمت کی بات دیکھو کہ وصل حبیب بھی
حاصل ہوا رقیب کے روز وصال میں
مردے بھی واپس آتے ہیں ملاں تو ہوں کہ
کیا وہم پڑ گیا تیرے باطل خیال میں
بیمار اور اپنے معالج پہ حکمراں
یہ بزم صوفیا میں ہے یا ہسپتال میں
انعام لے گئی جو ذریت خلیل
وہ کیوں نہ برکتیں ہوں محمد کی آل میں
دنیا نہ معترف ہوئی اپنے گناہ کی
گو بھنس گئی ہر ایک طرح کے وبال میں
کاذب ہو ملہم اور یہ نصرت ہوا کے ساتھ
اک بھی تو پیش کر نہیں سکتے مثال میں
تبلیغ میں آقا کی پہنچی نہیں کہاں
دیکھو تو شرق غلبہ جنوب و شمال میں

اُسے تو کوئی بھی ہرگز بدل نہیں سکتا
 علی الصباح کہ مردم بجاہ و باروند
 بلاکشان محبت بکوئے یاروند

میںات لاہور

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب تئادری)

کیوں نہ اسلام سے میرا جاک نشانِ لاہور
جبکہ ہے فسق سے آلودہ زبانِ لاہور
آج آزاد ہیں جو کل تھے مطیعِ احمد
کیونکہ ایم۔ اے ہو ابے لوحِ وردانِ لاہور
دیکھ کر تلخِ خلافت سرِ محمود پہ آج
سرنگوں کھڑے ہیں گھرے جاکے بتانِ لاہور
قادیاں چھوڑ گیا مسخرفِ احمد سے ہوا
جب سے ایم۔ اے کو پسند آیا مکانِ لاہور
قادیاں مرکزِ اسلام کو گدی بولا
تاکہ چل جائے مگر اسکی دکانِ لاہور
تاکہ مذموم ہو آنکھوں میں جہاں محمود
ہیں اسی دہن میں لگے پیرو جوانِ لاہور
جن کے ہر لفظ میں مقصود ہے توہینِ امام
کرتے تقریر میں وہ گندہ دہانِ لاہور
آلِ احمد کو برا کہتے ہیں اب فکر کریں
اپنی اولاد کا سب خوردِ کلانِ لاہور
جس کا اقرار تھا کل آج وہ منکر میں عجیب
کیسی جلدی ہوئی تبدیلِ زبانِ لاہور
جب کیا پہل کسی نے انا خیر کہہ کر
سُنکے دم توڑ چکے مردہ دِلانِ لاہور
قبرِ احمد پہ کھڑا ہو کے کہا میں نے آہ
پھر گئے تجھ سے تیرے معتقدانِ لاہور
اہلِ لاہور سے مقصود مرا پیغامی ہیں
اور ان سے ہیں الگ احمدیانِ لاہور
لے لاہور سے مراد پیغام کا احاطہ اثر ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۲ اگست ۱۹۱۸ء

نبی اور نجومی کی پیشگوئیوں میں فرق

از قلم معارف رقم حضرت سلطان القلم

بعض لوگ یہ دہم بھی پیش کرتے ہیں کہ جس حالت میں اور غیبیہ کے بتانے والے دنیا میں کئی فرقے پائے جاتے ہیں کہ جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتا دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات کسی قدر ان کا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے جیسے منجم - طیب - تیا فدان - کامن - رمال - جفری - فالبین اور بعض بعض مجاہدین اور حال کے زیادہ میں سیرم کہ بعض امور ان سے مکشوف ہوتے رہے ہیں۔ تو پھر امور غیبیہ الہام کی حقانیت پر کیونکر حجت قاطع ہونگے۔ اسکے جواب میں سمجھنا چاہیے کہ یہ تمام فرقے جن کا اوپر ذکر ہوا۔ صرف ظن اور تخمین بلکہ دہم پرستی سے باقیں کرتے ہیں۔ یقینی اور قطعی علم ان کو ہرگز نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کا ایسا دعویٰ ہو سکتا ہے۔ اور بعض حوادث کو تیرے جو یہ لوگ الماعدا بتے ہیں۔ تو ان کی پیشگوئیوں کا ماحض صرف علانیہ و اسباب ظنیہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے قطع اور یقین کے مرتبہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ اور احتمال تبیس اور اشتباہ اور خطا کا ان سے مرتفع نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر انہی خیر سراسر بے اصل اور بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں۔ اور باوصف اس کذب فاش اور خلافت واقعہ نکلنے کے ان کی پیشگوئیوں میں عزت اور مصوریت اور کامیابی

کے انوار پائے نہیں جاتے۔ اور ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ اور بد نصیب اور بد بخت اور بے عزت اور دون بہت اور وہ فی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہیں۔ اور امور غیبیہ کو اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں۔ اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت اور نصرت ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ مگر انبیاء اور اولیاء صفت شخصوں کی طرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہر دم ان کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشین گوئیاں بتلاتے ہیں۔ جنہیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں نہ نجاست اور نجاست پر قرآن شریف کی پیشین گوئیاں پر نظر ڈالو۔ تو معلوم ہو کہ وہ نجومیوں وغیرہ در ماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں۔ بلکہ ان میں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس میں تمام پیشگوئیوں کا ہی طریق اور طرز ہے۔ کہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشہ کی سرسری اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشین گوئیاں کوئی نجومی بھی کر سکتا ہے یا کسی رمال یا سیرم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں۔ ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتاننا اور جو بات مخالف منہ پر لاوے۔ اسی کو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو۔ اسکے ہو جانے کا وعدہ کرنا یہ تو صریح ضدائی ہے۔ انسان کا کام نہیں۔

(۲)

کوئی شخص نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ غیب گوئیوں کی پیشگوئیوں پر دہم کا نہ کھلاوے۔ اور نجومی یا در کھے۔ کہ ان لوگوں کو اہل اللہ کے انوار اور برکات سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے کہ قادرانہ پیشگوئیاں اور کریمانہ مواعد کہ جو حق محض ہیں۔ اور جنہیں سراسر فتح اور

نصرت کی بشارتیں اور اقبال اور عزت کی خبریں بھری ہوئی ہیں۔ ان سے انسانی آلات کو کچھ بھی نسبت نہیں خداوند تعالیٰ اپنے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ ان کی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا کبیر کا حکم رکھتی ہے۔ بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو۔ اور ایسے لوگ صرف پیش گوئیوں سے نہیں۔ بلکہ اپنے خزانہ معرفت سے اپنی توکل خارق عادت سے اپنی کامل مجتہد اپنے انقطاع تام سے اپنے صدق اور ثبات سے اپنے انس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیہ نفس سے اور اپنی ترک محبت دنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برسی ہیں۔ اور اپنے موید من اللہ ہونے سے اور اپنی بے مثل استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراح صدر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کا اصل منصب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس غرض سے ہے کہ تا وہ ان برکتوں کو جو ان پر اور ان کے متعلقین پر دربار دہونے کو ہیں۔ قبل از وقوع بیان کر کے توجہ خاص حضرت احدیت پر یقین دلائیں۔ اور نیز وہ مخاطبات اور مکالمات جو حضرت احدیت کی طرف سے ان کو ہوتے ہیں۔ ان کی صحت اور سنجاب اللہ ہونے پر ایک قطعی یقینی حجت پیش کریں۔ اور ایسے انسان جن کو یہ سب برکات قدیر بکثرت عطا ہوتی ہیں۔ ان کی نسبت خدا کی قدرت اور حکمت قدیر کے قانون میں بھی قرار پایا ہے۔ کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے سچے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں۔ اور حضرت احدیت سے غایت درجہ کا اتصال اور دنیا و مافیہا سے غایت درجہ کا انقطاع رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ان کی فطرت کو ربانی انوار اور حقانی مذہب لازم ہے۔ اور ان کی ذات ستودہ صفات کو جو جامع البرکات ہے۔ بد بخت نجومیوں اور جوتشیوں سے نسبت دنیا کمال درجہ کی کج فہمی اور غایت درجہ کی نصیبی ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کے ذیل جیفہ خواروں کے ساتھ

(۳)

ان امور میں جو اخبار غیبیہ ہیں۔ ان کی نسبت یہ شبہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اس کام میں زمان و منجم بھی شریک ہیں۔ کیونکہ یہ قوم کسی خاص یا قواعد کے ذریعہ سے اخبار غیبیہ کو نہیں مبتلائی۔ اور نہ غیب دان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ بلکہ خداوند کریم جو ان پر مہربان ہے اور ان کے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکھتا ہے۔ وہ بعض مصلح کے لحاظ سے بعض امور پیش از وقوع ان کو بتلا دیتا ہے۔ تا جس کام کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے۔ مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ ظالماں بندہ موبد من اللہ ہے۔ اور جو کچھ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے۔ وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہیں۔ بلکہ خاص ارادہ اور توجہ الہی سے طور میں آتے ہیں۔ اسی طرح جو کچھ فتح و نصرت اور اقبال و عزت اس کو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اس کو غلبہ بخشے۔ اور اپنی تائیدات اس کے شامل حال کرے۔ پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے کی غرض سے ان انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی ان نعمتوں کے عطا کرنے کی بشارت دیدیتا ہے۔ سو ان پیشگوئیوں سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ یاقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے۔ کہ وہ شخص موبد من اللہ اور ان خاص لوگوں میں سے ہے۔ جن کی تائید کے لئے عنایات حضرت عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہیں۔ اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اس موبد من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ اور اس کی پیشگوئیاں اصل مقصود نہیں ہے۔ بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہیں۔ سو اس کے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ خاص اپنے لئے چن لیتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی گروہ میں داخل کرتا ہے۔ ان میں صرف یہی علامت نہیں کہ وہ پوشیدہ چیزیں بتلاتے ہیں۔ تا ان کا حال بخوشیوں

کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہیں۔ اور حکمت الہیہ کے قانون قدیم نے اسی غرض سے ان کو پیدا کیا ہے۔ کہ تا دنیا میں اگر دنیا کو منور کریں یہ بات جو ہر تمام یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہیں۔ اور عمدہ عمدہ چیزیں جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے الام اسقام کے لئے دنیا میں موجود کی ہیں۔ اور ان ادویہ میں ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے۔ کہ جب کوئی بیمار بشر طیکہ اس کی بیماری درجہ شفا یابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو۔ ان دواؤں کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعالیٰ کرتا ہے۔ تو اس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسی قدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشے۔ یا بجلی شفا عنایت کرتا ہے۔ اسی طرح خداوند کریم نے نفوس طیبہ ان مقربین میں ہی روز ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقیدہ ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے۔ اور ان کے نفوس حضرت احدیتؑ بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں۔ اور پھر وہ تمام فیوض خلق کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہیں غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے۔ اور جس طرح اسمائے اباب میں قانون قدرت حضرت احدیت کا ہی ہے کہ جو شخص بانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے۔ اور جو شخص روٹی کھاتا ہے۔ وہی بھوک کے دکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادت الہیہ جاری ہے۔ کہ امراض روحانی دور کرنے کے لئے انبیاء اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے۔ انہیں کی صحبت میں دل تسلی پکڑتے ہیں۔ اور بشریت کی آلائشیں روکھی ہوتی ہیں۔ اور نفسانی ظلمتیں اٹھتی ہیں۔ اور محبت الہی کا جوش مارتا ہے۔ اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں۔ اور بغیر ان کے ہرگز یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں۔ پس یہی باتیں ان کی شناخت کی علامات خاصہ ہیں۔ فخر و ولا تعقل

اور خوشیوں اور رمالوں اور کامیوں کے حال سے مشتبہ ہو جائے۔ اور کچھ بابہ الامتياز باقی نہ رہے۔ بلکہ ان کے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے۔ جس کے مشاہدہ کے سبب طالب صادق بدیہی طور پر ان کو شناخت کر سکتا ہے۔ اور حقیقت میں وہی ایک نور ہے۔ جو ان کے ہر ایک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جاتا ہے۔ اور صدائے شائیں اس کی نمودار ہو جاتی ہیں۔ اور نگارنگ کی صورتوں میں جلوہ فرما ہے۔ وہی نور شہداء اور مصائب کے وقتوں میں صبر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور استقامت اور رضا کے پیرایہ میں اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ تب یہ لوگ جو اس نور کے مورد ہیں۔ آفات عظیمہ کے مقابلہ پر جہاں راسیات کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اور جن مدمات کی ادنیٰ امس نا آشتی لوگ ردتے اور جلاتے ہیں۔ بلکہ قریب ہر گز ہو جاتے ہیں۔ ان مدمات کے سخت زور اور حملوں کو یہ لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے۔ اور فی الفور حمایت الہی کتنا عاطفت میں ان کو کہنچ یعنی ہے۔ اور کوئی خامی او بے صبری ان سے ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ محبوب حقیقی کے ایلام کو بزرگ انعام دیکھتے ہیں۔ اور بخشاؤگی سینہ و انشراح خاطر اس کو قبول کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے مسئلہ نہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ طاقتوں اور قوتوں اور صبروں کے پہاڑ ان کی طرف رواں کئے جاتے ہیں۔ اور محبت الہیہ کی پر جوش موجیں غیر کی یادداشت سے ان کو روک لیتی ہیں۔ پس ان کے ایک ایسی برداشت ظہور میں آتی ہے کہ جو خارق عادت ہے۔ اور جو کسی بشر سے بلاتائید الہی ممکن نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتوں میں قناعت کی صورت میں ان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ سو دنیا کی خواہشوں سے ایک عجیب طور کی بردت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ بدبودار چیز کی طرح دنیا کو سمجھتے ہیں۔ اور یہی دنیوی لذات جسکے حظوظ پر دنیا دار لوگ فریفتہ ہیں۔ و بشوق تمام ان کے جو یاں اور ان کے زوال سے سخت ہراساں ہیں۔ یہ انہی نظر میں بغایت درجہ نا چیز ہو جاتے ہیں اور تمام سرور اپنا اسی میں پاتے ہیں کہ مولیٰ حقیقی کی ونا اور محبت

اور بڑھانے سے دل بھرا رہے۔ اور اسی کے ذوق اور شوق اور ان سے اوقات معمور ہیں۔ اس دولت سے بیزاریں کہ جو اسکی خلافت مرنے سے ہے۔ اور اس عزت پر خاک ڈالتے ہیں۔ جس میں مولیٰ کریم کی ارادت نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور بھی راستے کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور کبھی قوت نظر کی بلند پروازی میں اور کبھی قوت عمل کی جبروت انگیز کارگزاری میں کبھی علم اور رفیع کے لباس میں اور کبھی درستی اور غیرت کے لباس میں کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس میں کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس میں کبھی کسی خلق کے لباس میں اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے پیرایہ میں اور کبھی کثوف صادقہ اور علامات واضحہ کے رنگ میں۔ یعنی جیسا موقع پیش آتا ہے۔ اس موقع کے مناسب حال وہ نور حضرت داہب اخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے۔ اور یہ تمام اس کی شاخیں ہیں۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے۔ اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے۔ اس کی نظر محدود رہتی ہے۔ اس لئے بے اتفاق وہ دھوکا کھا لیتا ہے۔ لیکن جو شخص صحیح گمان سے اس شجرہ طیبہ کی تمام شاخوں پر نظر ڈالتا ہے۔ اور ان کے انواع اقسام کے پھولوں اور شگوفوں کی کیفیت معلوم کرتا ہے۔ وہ روز روشن کی طرح ان نوروں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور نورانی جلال کی کینچی ہوئی تواریں اسکے گہنڈوں کو توڑ دالتی ہیں۔

(۴)

اہل اللہ کے کثوف اور الہامات کو فقط اخبار غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے۔ بلکہ وہ کثوف اور الہامات تائیدات الہیہ کے باغ کی خوشبوئیں ہیں۔ جو دروے ہی اس باغ کا وجود بتلاتے ہیں۔ اور عظمت اور شان ان کثوف اور الہامات کی اس شخص پر کما حقہ کھلتی ہے۔ جس کی نظر تائیدات الہیہ کی تلاش میں ہو۔ یعنی وہ اصل نشان تائیدات الہیہ ٹھہر کر پیشگوئیوں کو ان تائیدوں کے لازم سمجھتا ہو۔ جو بغرض ثابت کرنے تائیدوں کے استعمال میں لائے گئے ہیں۔ غرض مدار مقرب اللہ ہونے کا تائیدات الہیہ ہیں۔ اور پیشگوئیاں روشن ثبوت سے ان تائیدات کا دافعی طور پر

پایا جانا ہر ایک عام اور خاص کو دکھلاتی ہیں۔ پرتائیدات اصل میں۔ اور پیشگوئیاں ان کی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہیں۔ اور پیشگوئیاں اس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں۔ تائیدات کو پیشگوئیوں کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ تاہر ایک کو معلوم ہو۔ کہ وہ حقیقت میں خاص تائید پر ہیں۔ معمولی اتفاقات سے نہیں۔ اور بخت اور اتفاق پر محمول نہیں ہو سکتیں۔ اور پیشگوئیوں کو تائیدات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ اس بزرگ پیوند سے ان کی شان بڑھتی ہے۔ اور ایک بے مثل خصوصیت انہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جو موجد ان الہی کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ سو ہی خصوصیت عام پیشگوئیوں اور ان جلیل الشان پیشگوئیوں میں بابہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے۔ فلاحہ کلام یہ کہ اس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیوں اور تائیدات کا نام میں ایک پیوند ہے۔ اسکو خیال میں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ پیوند دوسرے لوگوں کی پیشگوئیوں میں غیر ممکن اور متعین ہے۔ اور نیز ان کی پیشگوئیوں میں ایسی فاش غلطیاں نکل آتی ہیں۔ جو ہر ایک ذلت ان کی ظاہر ہوتی ہے۔ مگر خدا کے لوگ جو ہوتے ہیں۔ ان کی روشن پیشگوئیاں ہمیشہ سے سچائی کے نور سے منور ہوتی ہیں۔ ماسوا اسکے وہ مبارک پیشگوئیاں ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہیں۔ خدا اپنے بندوں کے کاموں کا آپ متولی ہو کر ایک جبروت انگیز طور پر ان کی تائید کرتا ہے۔ اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ ان کی مدد میں رہتا ہے۔ اور ان کی اسکی ہی عادت ہے۔ کہ ان کو اپنی تائیدات کی خبریں پیش از وقوع بتلاتا ہے۔ اور ان کے تردد و تفکر کے وقت میں اپنے پر نور کلام سے ان کو تسلی اور تسفی بخشتا ہے۔ اور پھر ایک ایسے عجیب طور پر ان کی مدد کرتا ہے۔ کہ جو خیال گمان میں نہیں ہوتی۔ اور جو شخص ان کی صحبت میں رہ کر ان باتوں کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے۔ اور صاف اور پاک نظر سے ان کی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے اسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ موجد من اللہ ہیں۔ اور حضرت احدیت کو انکی

طرف ایک خاص توجہ ہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ جب ایک آدمی دقت نہیں۔ بلکہ بیسوں دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے۔ کہ وہ کسی تائید کا وہندہ قبل از وقوع ہونے لگے۔ پھر اس تائید کو ظہور میں آئے ہوئے بچشم خود دیکھ لے۔ تو کوئی انسان ایسا پاگل اور دیوانہ نہیں کہ پھر بھی ان صحیح پیشگوئیوں اور قوی تائیدوں پر یقین کامل نہ کر سکے۔ ہاں اگر ذہن تعصب اور بے ایمانی سے کسی چشم دید ماجرا کا دانستہ انکار کرے۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا دل انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہر وقت اسکو لازم کہ تائید ہے کہ تو شریر اور کفرش آدمی ہے۔

ایک باء پرگی

۲۷

حضرت سید موعود کی یہ وحی ہے۔ جسکے متعلق ہم سمجھ چکے ہیں کہ ہر امر اور سچا سالی مقامات ہمیں۔ کاکستہ۔ کہ انجی۔ مدراس رنگوں سے چلتا چلتا لکھتو دشاہ بھی پہنچ گیا۔ پھر اخبارات میں چھپا ہے۔ کہ لاہور بھی اس سے محفوظ نہیں رہا۔ چنانچہ پہلے ہی حملہ میں تار گھر کے پلے ملازمین آنے سے معذور رہے۔ اور لکھنؤ کا یہ حال ہے۔ کہ ہمد مکتا ہے۔ تار گھر داکخانہ کے بعد دیگر کارخانوں اور دفتروں پر اس کا اثر پڑا ہے۔ سچا کی شدت اس کے ساتھ سرکار دار اور اعضا کا تشنج بے حد تکلیف دیتا ہے۔ اب شملہ کا ایک تار مظر ہے۔ کہ یہ مرض سرمدی علاقوں تک بھی پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ایران و افغانستان کی سرحد کے مقام چکوتہ میں یہ مرض وبا کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اور ۱۵۰۔ اشخاص ہر روز رقمہ اجل ہو رہے ہیں۔ حفظ ما تقدم کے طور پر بتایا جاتا ہے۔ کہ ہوازدگی و تھان سے بچو۔ بھیڑ میں نہ بیٹھو۔ گرم کپڑے رکھو۔ رومال پر یو کلیٹس چھڑکے رکھو۔ بیشاک جسمانی طور پر بھی حفاظت اچھی چیز ہے۔ لیکن اصل سبب کا جب تک ازالہ نہ ہو۔ یہ حفظ ما تقدم کیا جاتا سکتا ہے۔

برعزت ثالثہ

منقہ النساء

منجملہ ان بدعات کے جو شیعہ مذہب میں رائج ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ منقہ النساء فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ ایک مدت معلوم اور جو معلوم مقرر کر کے نکاح کر لیا جائے۔ میں اس مسئلہ پر زیادہ لکھا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو کوئی غیر متدلسیم لفظ انسان کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

والذين هم لفروجهم حافظون الا على

ازواجهم او ما ملكت ايماهم فانهم غير ملومين اس آیت مبارکہ میں بتایا کہ مومن کی ایک صفت یہ بھی ہو کہ وہ اپنے فروج کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ ان کی حفاظت میں ہی لگے رہتے ہیں۔ اور ہر وقت روکے ہی نہیں رہتے۔ بلکہ وہ اپنے زوجوں پر (میاں بوی) یا جوان کے دائیں ہاتھ کی ٹاکٹ بٹن ان پر خرچ کرتے ہیں۔ ایسا کرنے والا ملامت زدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا منقہ اس قانون کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں۔ منقہ کی مذکورہ بالا تعریف جو کہ شیعوں کی معتبر کتابوں ہی سے لی گئی ہے اس کے بالکل متافی ہے۔

یہ مذکورہ بالا قانون حق کے متافی ہے۔ ایک تو یہ کہ نکاح جو ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں ہوتا کہ ایک مدت معلوم تک ہو۔ اور ایک مدت گزرنے پر وہ نسخ ہو جائے۔ اس کی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کے طرز عمل میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ نبی کریم نے کبھی کسی عورت سے مدت معلوم پر نکاح کیا۔ اس کے صاف ثبوت ہے کہ نبی کریم ص اس کو ناپ نہ کرتے تھے۔ کیونکہ نبی کریم ص صرف نکاح کرنے ہی نہیں آئے تھے۔ بلکہ اپنے طرز عمل

اور نمونہ کو ارشاد ربانی ولکھ فی الرسول اسوة حسنة کے تحت پیش کیا ہے۔ پس نبی کریم کی زندگی میں اسکی مثال نہ ملنا اس کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے۔

دوسری دلیل۔ خدا تعالیٰ نے طلاق کا حکم جاری فرمایا ہے۔ جس کے صاف معلوم ہوتا کہ نکاح صحیح دونوں کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چند ایک دنوں کے لئے ضرورت تھی۔ تو طلاق کا حکم جاری نہ فرمائی اور منقہ میں بھی کوئی طلاق کی شرط نہیں پائی جاتی۔ کہ مدت معلوم کے اندر طلاق بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ بعد از انقضاء مدت خود بخود طلاق ہو جاتی ہے۔

تیسری دلیل۔ چونکہ اس قسم کے نکاح میں کوئی وارث ایک دوسرے کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ مسئلہ بھی محض اختراع ہے۔ کیونکہ وراثت کا حق تب ہی قائم ہو سکتا ہے۔ جبکہ نکاح ہو۔ چونکہ منقہ کی شرط میں ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں۔ اس لئے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نکاح ہی نہیں۔ کیونکہ عدم تو ریش عدم نکاح پر دلالت کرتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی امر ایسا نہ پیدا ہو جائے جو کہ وارث ہونے سے مانع ہو۔ جیسے کہ قتل وغیرہ یا غلام مدبر یا مکاتب ہو۔

چوتھی دلیل۔ حضرت علی نے خود روایت کیا ہے۔ کہ خیبر کے دن نبی کریم نے اہل گدھے اور منقہ النساء سے قیامت تک منع فرمایا۔ شیعہ صاحبان یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت عمر منقہ النساء کو منع کیا ہے۔ نبی کریم کے عہد مبارک میں یہ کارروائی جائز سمجھی جاتی تھی۔ لیکن حضرت علی کے قول نے ثابت کر دیا ہے کہ نہیں نبی کریم نے ہی غزوہ خیبر کے دن ان دو چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

پانچویں دلیل۔ فروع کافی ص ۲۱۲۔ اذ نظر احدکم الی المرأة الحنا فلیات اھلہ فان الذی معھا مثل الذی مع ثلاث فقام رجل فقال یا رسول اللہ فان لم یکن لہ احد فالیمن قال فلیرفع نظره الی السماء ولیراقبہ ویسئلہ من

فضلہ۔ نبی کریم نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی کسی عورت کی طرف دیکھے۔ تو اپنی بوی سے جلاع کرے۔ ایک آدمی نے کہا کہ اگر اس کا اہل نہ ہو تو فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھے۔ اور اس کے فضل کا انتظار کرے۔ یہ نہیں فرمایا کہ منقہ کرے۔ پس ان کا یہ حکم نہ دیتا ایسے نازک موقع پر صاف دلالت کرتا ہے کہ حضور کو منقہ ناپسند تھا۔

غلام غوث اسلم (مولوی عالم) قادیان

منقہ علی اللہ کا انجام

(نوشتہ مولوی محمد خان صاحب شہاب مالیر کوٹلوی)

کہنے والے کہتے ہیں کہ خدا پر جھوٹ بولنے والا دنیا میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اس ادعا کی تائید میں کچھ اللہ پر افترا کرنے والوں کے نام بھی لیتے ہیں۔ لیکن کیا حقیقت میں ان کا یہ خیال درست اور اپنے اندر ثابت صداقت رکھتا ہے۔ یہی سوال ہے۔ جس کی تحقیق مندرجہ ذیل سطروں میں کرنا ہمیں منظور ہے۔ ایک بار نہیں متعدد بار پھر ایک شخص نے نہیں بہت سے اشخاص نے یہ دیکھا ہو گا۔ کہ اگر کوئی شخص حکومت وقت پر جھوٹ بولے۔ یعنی مصنوعی حاکم بن بیٹھے۔ اور لوگوں میں شہرت دے کر حکومت نے یہ عہدہ مجھ کو تفویض کیا ہے۔ درآئیکہ حکومت نے اس کو کوئی عہدہ اور کوئی رتبہ و درجہ عطا نہ فرمایا ہو۔ اور وہ شخص جھوٹ موٹ سے لوگوں کو۔ تباہ کرے۔ اور ان کے مفاد حاصل کرے۔ تو اپنے دیکھا ہو گا کہ کسی حکومت اور مقتدر حکومت نے کبھی ایسے شخص سے درگزر نہیں کیا ہو گا۔ اور نہ کوئی طاقتور ہشیار اور معاملات سے باخبر حکومت کبھی ایسے جعلی حاکم و عہدہ دار سے درگزر کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا کیا جائے اور ایسے مصنوعی اور جعلی افراد کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اور ان سے اعتناء نہ کیا جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اسکے واقعی افسروں اور ان مصنوعی افسروں

میں کوئی امتیاز نہیں رہے گا۔ جب امتیاز اٹھ گیا۔ تو پھر انتظام رہنا محال ہے۔ اور جب انتظام ہی درہم برہم ہو جائے۔ تو پھر امن و امان خواب و خیال ہو جائیگا پس حکومت ایسے مصنوعی افسروں اور جعلی عہدہ داروں کو بہ تعجیل پکڑتی ہے۔ اور قرار واقعی سزا دیکر اپنی رعایا کو اس فتنہ کے بذتلج سے محفوظ و مہسّن کر دیتی ہے۔

ان مصنوعی حکام اور جعلی افسروں کے دو طبقہ ہیں۔ ایک تو وہ جن کے دماغ میں خلل ہے۔ ہوش و حواس بجا نہیں۔ حکومت اس طبقہ کے افراد کو پاگل خانہ میں ڈال دے گی۔ اور دوسرا طبقہ وہ ہے جس کے افراد کے دماغ اور ہوش و حواس میں کوئی اختلال نہیں محض ایک شرارت اور فتنہ گردی مد نظر ہے۔ جس کا مقصد رعایا کو بہکانا اور ذاتی منفعت حاصل کرنا اور حکومت وقت کو جھل دینا ہے۔ اور پس۔ پس ایسے لوگ چونکہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے حکومت کا فرض ہے۔ کہ رعیت کو نقصانات سے بچانے کے لئے ایسے فتنہ پرداز وجودوں کو پامال کر ڈالے۔ پہلی قسم کے لوگوں پر سوائے اسکے کہ ان کو پاگل خانہ میں رکھا جائے۔ اور کسی قسم کی تعزیر نہیں ہوگی۔ مگر خلاف ان کے دوسری قسم کے لوگوں کی کمانڈی گو شمالی کرگی اور عبرتناک سزائیں دیگی۔ تاکہ آئندہ کسی ایسی نوع کے انسان کو ایسی فتنہ پرداز کی جرات نہ ہو۔

یہ اس حکومت کے انتظام کا مذکور تھا۔ جو اپنی وسعت کے لحاظ سے زمین کے بعض حصص پر قابض ہے۔ اور جس کا تصرف انسان کے خیالات اور جذبات پر نہیں محض افعال پر ہے۔ وہ بھی ان افعال پر جو ظاہر ہوں ورنہ اگر کوئی افعال جو بطحا اپنی نوعیت کے کس قدر ہی خطرناک کیوں نہ ہوں۔ اور خواہ وہ برباد کن شیرازہ انتظام اور غارت گرا امن و امان ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ عملاً حکومت کے دائرہ معلومات سے باہر رہیں اور پردہ خفا سے ظہور میں نہ آئیں۔ تو یہ ظاہری سلطنت خواہ کیسی ہی صاحب ساز و سامان اور کتنی شوکت و جبروت

رکھتی ہو۔ تاہم ان افعال کا باب ہرگز نہیں کر سکتی لیکن وہ حکومت اور وہ طاقت جس کی نظر میں جہ و نفع ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کا قبضہ قدرت صرف افعال انسانی تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کا سکھ انسان کے جذبات و خیالات پر چلتا ہے۔ اور جس کی حکومت میں صرف زمین کے بعض حصہ ہی نہیں۔ بلکہ تمام عوالم اسکے زیر نگیں ہیں۔ اور پھر اسکی حکومت ایسی حکومت نہیں جیسی کہ ہماری زر خرید چیز پر ہے۔ بلکہ اسنے ہیں پیدا کیا ہے۔ اسنے وہ جانتا ہے۔ جو کچھ ہمارے دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جانتا ہے کس طرح ہمارے بگاڑ کا علاج ہو سکتا ہے۔

پس جب وہ ایسی حکومت ہے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ اور اس کی ذیل مخلوق اسکے کارخانہ میں فساد پیدا کر دے۔ اور اس کا جعلی نبی اور مصنوعی پیغمبر نکر اکی مخلوق کو گمراہ کر دے۔ اور وہ خاموش بیٹھا ہے اور کچھ نہ کرے۔ حاشا و کھار۔

خدا نے ایک انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرماتا ہے۔ لیکن مہیاک سچے اور اصلی ماموں کے ساتھ جھوٹے اور جعلی حکام بھی بن جایا کرتے ہیں۔ اس آسمانی سلسلہ میں بھی جرح انداز پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ان کا انجام وہی ہوتا ہے۔ جو جھوٹوں اور جعلی حاکموں کا یہ ظاہری حکومتیں کیا کرتی ہیں چنانچہ قرآن پاک نے اس موضوع پر بہت کچھ فرمایا ہے۔ اس وقت ہم ایک آیت پیش کر سکتے ہیں۔ جو یہ ہے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَادِيلِ لَا خَافُ مِنْهُ بِالْإِيمَانِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (احکام آیت ۲۴ تا ۲۷) اگر یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہم پر کوئی جھوٹ باندھتا۔ یعنی کوئی ایک آدھ جھوٹ موٹ کی وحی ہماری طرف سے بناتا۔ تو ہم اس کو دائیں بائیں سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر کسی انسان میں یہ طاقت نہ ہوتی۔ کہ ہماری اس گرفت سے اسکو بچا لیتا۔

اس آیت میں خدا اپنے ایک قانون کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم پر جھوٹ بولنے والا ایسے ہماری طرف سے جھوٹ و وحی الہام کرنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص اس کو ہلاکت سے بچا نہیں سکتا۔ اور پھر آنحضرت کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ جو ہمارا مہجانی اور عظیم الشان رسول ہے۔ یہ بھی اگر ایک آدھ جھوٹ موٹ کی وحی بناتا۔ تو ہم اس کو بھی ہلاک کر ڈالتے۔

پس اس قانون الہی سے واضح ہے کہ خدایہ جھوٹ باندھنا ایک نہر ہے۔ جس کا نتیجہ ہلاکت اور ایک آگ ہے۔ جس کی پاداش جل بھکر را کھ ہونے کے سوا کچھ نہیں اللہم احفظنا۔

اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس میں دیکھو وفاق افترا کرنا مراد ہے۔ لیکن جو شخص ہمارے یا شیطان کا بازی گاہ یا حدیث النفس میں مبتلا ہے۔ اسکے لئے یہ سزا نہیں۔ اس کے لئے اور سزائیں ہیں۔ جسکے ذکر کا یہ موقع نہیں رہا صرف اس شخص کا مذکور ہے۔ جو باطن بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولے۔ پس آپ اس اصل کو ملحوظ خاطر رکھ کر تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ کسی کذاب کو آپ ہلاکت سے محفوظ نہ پائینگے۔

میں ضروری نہیں خیال کرنا کہ آپ کو بھولے ہوئے قصہ اور پرانی کہانیاں سناؤں۔ بلکہ میں اسی زمانہ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ جسکے دیکھنے والے ایک دو نہیں لاکھوں انسان اسی سرزمین ہند میں موجود ہیں۔

پنڈت لیکھرام کے واقعہ ہلاکت کو اس لحاظ سے تو بہت لوگ جانتے ہیں۔ کہ جب پنڈت مذکور بدزبانی اور بد درشت کلامی اور سب و شتم سے کام لیتے ہوئے جری مسیح موعود کے مقابلہ پر آیا۔ اور خدا کے وعدہ کے مطابق چھ سالہ مدت میں اپنے کئے کو پورے کیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس لحاظ سے بہت کم لوگ واقف ہونگے۔ کہ پنڈت مذکور نے حضرت اقدس مسیح موعود کے مقابلہ میں ملہم من ہونے کا بھی دعوے کیا تھا۔ اور اپنے الہامات کو چھاپ کر شائع کیا تھا۔ جو آج تک اسکے کلیات میں مطبوعہ موجود ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے۔

خزینہ الحسنین چشت

ترباتی گولیاں

کیا آپ پیار کے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی بہرہ دہی اور ایمان داری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ محبوبہ المجرب نسخہ کمال محنت سے تیار کیا گیا ہے جس سے کسی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاطِ حمل کی بیماری سے لڑنے والے تھے۔ بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی دروغ مفارقت دیکر وہ دارالبقا لے لیتی تھی۔ جنکے حل قبل از وقت منسلح ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلجے صدمے سے تھکتے تھے یا بوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے ترباتی گولیوں کے استعمال سے کسی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا امید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور ترباتی گولیوں کا استعمال کرو۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو۔ اور بچہ کے لئے دعا کریں۔ قیمت بجا فائدہ اور محنت کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھادیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ

اصلی نمبر اور نمبر کا سر

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جالا۔ پردہ ال۔ ککھ۔ ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (ستر)

نظام جاوید الرحمن کا غانی قادیان (گوردہ پور)

نیز اس نے کہا کہ مرزا صاحب جو کچھ کہتے ہیں۔ ہمیشہ اس کے خلاف ہوگا۔ خدا نے اس میں بھی ہمیشہ اس کو جھوٹا ہی ثابت کر دیا۔ اور خدا پر افراتفرانہا اور اپنے آپ کو جھوٹا موش کا ملہم ثابت کرنا چاہا۔ خدا نے اپنے قانون کے مطابق اس کو پکڑا۔ اور ہلاک کر ڈالا۔ حضرت مسیح موعود نے جب لیکھرام کے متعلق پیش گوئی شائع فرمائی۔ تو یہ بھی کہا تھا کہ اب اگر یہ صاحبان اپنے اس وکیل سے اس عذاب کو ٹال دیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ پندت شفی سے خدا پر افراتفرانہا۔ اور جھوٹا دعویٰ ملہم من اللہ ہونے کا کیا۔ مگر خدا نے نہ چاہا کہ جھوٹ اور مسیح کا امتیاز اٹھ جائے۔ اس لئے اس نے زبردست طریق پر پکڑا۔ اور اس کو ہلاک کر کے اپنے قانون کی شہادت دی۔ اور جھوٹ کا کھوجڑا مٹا دیا۔

اب ایک طرف آپ قرآن کریم کی پیش کردہ آیت رکھئے۔ کہ خدا پر جھوٹ بولنے والے لوگ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ دوسری طرف پندت لیکھرام کے جھوٹے دعوے کو رکھئے۔ پھر اس انجام کو دیکھئے۔ جو پندت لیکھرام کا اس جھوٹ کے بعد ہوا۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدا پر جھوٹ بولنے والا خدا تعالیٰ کی قہاری گرفت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔

ثبوت المدعا فہو المراد ایک روپے

ایک مجمع کو کہتا ہوں کہ آدیں نہیں عشق الہی کا مسئلہ سناؤں اسکے بعد میری زبان پر یہ تین شعر جاری ہوئے۔
خبرم رسید از شب کہ نگار خواہی آمد
سیر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد
ہمہ آہوان صحرا سیر خود نہادہ برکت
سیر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد
کشتہ کہ عشق دارد و گذاردت نہیں
بجائزہ گریانی بجزار خواہی آمد
اسکے بعد اسی مجمع میں ایک شخص فیروز الدین کو دیکھا اور سیدار ہو گیا

اس احقر (لیکھرام) کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اوتعالیٰ کی بارگاہ میں داخل روحانی ہوتا ہے کسی وقت کسی مقصد پر یا خود اوتعالیٰ سے آپ (مرزا صاحب) کا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پچاگن سدی اکیادہوی ۱۳۲۲ ہجری کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گند ہوا۔ آپ کی نسبت نصیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا۔ تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گذر اٹھا۔ کہ اوتعالیٰ نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز اول میں مکار و عذار و مقتری پیدا کیا گیا ہے۔ اور زمانہ آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی پیدا ہونگے۔ میں نے عرض کیا۔ بارخدا یا۔ ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ ابھی اسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے۔ تین سال میں سزا دی جائے گی۔ میں نے عرض کی کہ وہ پچھلے جہنم میں کون تھا۔ فرمایا گہنی لومڑی تھی۔ جو کدو فریب سے جنگل کے جانوروں کو کھایا کرتی تھی۔ وہی کدو فریب اس کی ذات میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لوگ محفوظ دکھلائی۔ جس میں سب مکاروں سے اول نام نامی درج تھا۔ میں نے عرض کیا کہ خداوند اس نے یہ اشتہار جاری کیا تھا کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا پیش گوئی اس کو نہیں بتلائی۔ جو باتیں وہ کہتا ہے یا کہیگا۔ اسکے برعکس ہوگا تو جا اور بزرگو اشتہار اس جھوٹ کو مشترک تاکہ میرے بدہ شانت پاویں۔

(کلیات ۴۴۵)

قطع نظر اس بات کے کہ پندت لیکھرام کا یہ دعوے اس کے اصول مذہب کے بھی خلاف تھا۔ اس نے اقرار دعوے کیا۔ اور بتلایا کہ مرزا صاحب تین سال میں ہلاک ہونگے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب بفضلہ تعالیٰ تین سال کیا اسکے بعد کئی تین سال تک زندہ رہے